خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اسلام کو تمام دُنیا میں غالب کرے گا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ ؍نومبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہمارا جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے قریباً ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔آج پچیس نومبر ہے اگلے ماہ کی چھبیس تاریخ سے جلسہ شروع ہو رہا ہے۔اس سلسلہ میں مَیں چند ایک باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

پہلا مسئلہ تو مہمانوں کا ہے لیکن دراصل یہ کوئی مسئلہ نہیں یعنی آنے والوں کے متعلق میں کیا یاددہانی کراؤں جبکہ خود احمدی مرد بھی اور عورتیں بھی اور بچے بھی شوق اور محبت سے مست ہوکر ربوہ کی طرف بھاگتے ہیں اور ہر سال یہ تعداد بڑھتی چلی آ رہی ہے اور اللہ پر توکل رکھتے ہوئے اور اس سے امید رکھتے ہوئے ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس سال پہلے سال کی نسبت زیادہ مہمان آئیں گے۔اللہ تعالیٰ آنے والوں کو بھی اور یہاں کے مکینوں کو بھی جلسہ کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا مسئلہ مکانوں کا ہے چونکہ ہر سال مہمانوں کی تعداد زیادہ ہوجاتی ہے اس لئے ان کے ٹھہرانے کی زیادہ گنجائش ہونی چاہیئے۔ جب تک تعلیمی ادارے قومیائے نہیں گئے تھے ہماری تعلیمی عمارتیں جلسہ کے مہمانوں کے لئے استعمال ہوتی تھیں اور قومیائے جانے کے بعد بھی غالباً ایک سال یا زائد عرصہ تک استعمال ہوتی رہی ہیں اور پھر کہا گیا کہ نہیں یہ

عمارتیں جو جماعت احمدیہ سے لی گئی ہیں اور جن کی مالیت آج کے حساب سے غالباً سات آٹھ کروڑ روپے ہے ہم چند دن کے لئے بھی جماعت کو استعمال کے لئے نہیں دے سکتے۔ یہ یکدم ایک نیا مسئلہ اور نئی الجھن پیدا ہوگئی، لیکن باہر سے جو تنگی پیدا کی جاتی ہے اندر کی فراخی اس تنگی کے بداثرات کو دور کر دیتی ہے۔ میں نے اہل ربوہ سے کہا تھا کہ اگر یہ عمارتیں نہیں ملتیں تو تمہارے دلوں میں تو اتنی گنجائش ہونی چاہیئے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کو ٹھہرا سکو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا، اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور اہل ربوہ نے ہمارے لئے مہمانوں کے ٹھہرانے کا کوئی مسئلہ نہیں پیدا ہونے دیا اور ان کو اپنے گھروں میں جذب کر لیا۔

اس سال دو نئی چیزیں پیدا ہوگئی ہیں ایک ہمارے شہر میں اور ایک ہمارے ملک میں۔ ہمارے شہر میں جلسہ سالانہ کے لئے کچھ رہائش گاہیں تعمیر ہوئی ہیں اگرچہ ان کی گنجائش زیادہ نہیں لیکن کچھ رہائش گاہیں جلسہ کے مہمانوں کے لئے تیار ہوگئی ہیں۔ تھوڑی سی پچھلے سال بھی تھیں لیکن زیادہ تر اس سال تعمیر ہوئی ہیں۔ مستورات کے لئے بھی رہائش گاہیں بنی ہیں اور مردوں کے لئے بھی لیکن ان رہائش گاہوں میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہ ان مہمانوں کو اپنے اندر ٹھہرا سکیں جو اس سے قبل درسگاہوں میں ٹھہرائے جاتے تھے اس لئے اگر یہی حالت رہی تو اس تنگی کو آپ کے سینے کی فراخی نے دور کرنا ہے۔ آپ کے مکانوں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی برکات سے بھی معمور کر دے۔ دوسری نئی چیز یہ پیدا ہوئی ہے کہ پچھلے سال ہمارے ملک میں جو حکومت تھی وہ تبدیل ہو چکی ہے اور ایک نئی حکومت آ گئی ہے۔ اس نئی حکومت نے جماعت کو کچھ سہولتیں دی ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی ان کا شکریہ ادا کیا تھا کہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع کئی سال کے وقفہ کے بعد منعقد ہوا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اس سال یہ نئی حکومت ہمارے جلسہ کے مہمانوں کی رہائش کے لئے وہ عمارتیں جو ہم سے قومیائی گئی ہیں ہمیں دے دے گی لیکن بہرحال یہ فیصلہ انہوں نے کرنا ہے ہم نے نہیں کرنا۔ ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ خواہ کچھ ہو جائے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کو رہائش کی تنگی نہیں آنے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسری بات جلسہ کے لئے رضا کار میز بانوں کے متعلق ہے۔ جلسہ کا جو اپنا انتظام ہے، اس کا جو دفتر ہے اس میں تو میرے خیال میں دو چار آدمیوں سے زیادہ کارکن کام نہیں کرتے اور دو چار آدمی ایک لاکھ کے قریب مہمانوں کی مہمان نوازی تو نہیں کر سکتے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ نے بہت برکتوں کے سامان پیدا کئے ہیں کہ غالباً جب سے ہمارا جلسہ شروع ہوا ہے احمدی خدا تعالیٰ سے رضا کارانہ خدمت کی توفیق پاتے رہے ہیں اور پاتے ہیں اور پاتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جب میں چھوٹا تھا، اتنا چھوٹا کہ اپنی عمر کے لحاظ سے ابھی کام کرنے کے قابل نہیں تھا اور میں ساری دنیا کو کام کرتے دیکھتا تھا تو میرے بچپنے کے ذہن میں یہ بات آتی تھی کہ مجھے بھی کام کرنا چاہیئے۔ بہت سے بچے میں نے دیکھے ہیں کہ وہ شوق سے کام پر چلے جاتے ہیں حالانکہ ان کی عمر اجازت نہیں دے رہی ہوتی لیکن جو ذہین منتظم ہے وہ ان کو ایسے کام پر لگا دیتا ہے کہ بچے بھی خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ حصہ ہو گیا۔ چنانچہ مجھے ہمارے ماموں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ رکھ لیتے تھے اور دفتر میں بٹھا لیتے تھے کبھی کہیں بھیج دیا کہ جاؤ یہ خط دے آؤ کبھی کہا کہ فلاں چیز دیکھ آؤ۔ اس قسم کا کام مجھ سے لے لیتے تھے اور میں بھی خوش ہو جاتا تھا اور جلسہ سالانہ کا کام کرنا بڑی برکتوں کا باعث ہے۔

پہلے قادیان میں جلسہ ہوتا تھا اور قادیان کی آبادی آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی پھر وہ ہمیں چھوڑنا پڑا۔ پھر ایک سال لاہور میں جلسہ ہوا اور اس کے بعد یہاں آکر خیمے لگائے، پھر کچے مکان بنے اور اب تو یہ ماشاء اللہ اچھا خاصا بڑا اور خوبصورت قصبہ بن گیا ہے لیکن جس سرعت کے ساتھ جلسہ کے مہمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اس سرعت کے ساتھ ہمارے بچوں کی تعداد نہیں بڑھ رہی اور زیادہ تر انہی میں سے ہم نے رضا کار لینے ہوتے ہیں۔ اس لئے اب کچھ عرصہ سے رضا کار کارکن دو حصوں میں بٹ گئے ہیں ایک وہ رضا کار جو ربوہ جلسہ کے نظام کو پیش کرتا ہے اور دوسرے وہ رضا کار جو باہر کی جماعتوں سے لئے جاتے ہیں۔ پہلے میں ربوہ والوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ اصل ذمہ داری تو آپ کی ہے باہر سے آنے والے مہمانوں میں سے جو خود کو رضا کار کے طور پر پیش کرتے ہیں ان کی ذمہ داری تو نہیں ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے مرکز سلسلہ میں جگہ دی آپ یہاں رہتے ہیں اور دینی اور دنیوی برکات حاصل کرتے ہیں۔ پس آپ کا یہ

فرض ہے کہ آپ کی اولاد باہر سے آنے والوں کی خدمت کرے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے مہمانوں کی تعداد بہت بڑھ رہی ہے اور اگر ربوہ کے سارے رضا کار آ بھی جائیں تب بھی وہ کافی نہیں ہوں گے لیکن پورے آتے بھی نہیں۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ جس حد تک ممکن ہو آپ اپنے بچوں اور عزیزوں کو جلسہ کے کام کے لئے پیش کریں اور پھر دیکھیں کہ وہ کام کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی برکتوں کو حاصل کرتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کچھ رضا کار باہر کی جماعتوں سے بھی لئے جاتے ہیں اور اس کا ایک انتظام ہے وہ باقاعدہ وہاں کی جماعتی تنظیم کے ماتحت آتے ہیں یہ نہیں کہ خود ہی آ کر یہاں نام لکھوا دیں۔ تو اس تنظیم کے ماتحت جتنے رضا کار جلسہ کے نظام کو ملنے چاہئیں وہ بہر حال انہیں ملنے چاہئیں تا کہ نظام کے اندر کوئی خرابی پیدا نہ ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کو جو یہاں خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے کے لئے آتے ہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔

ایک اور بات یہ ہے کہ ہمیں ہمیشہ مسکراتے رہنا چاہیئے۔ میں نے کئی دفعہ یاددہانی کروائی ہے اور ۱۹۷۴ء سے جماعت نے اس کی طرف بڑی توجہ دی ہے اور اس سے بہت برکتیں حاصل کی ہیں۔ مسکراہٹ چہرے پر کئی بواعث سے آتی ہے، بہت سی وجوہ ہیں جن سے آدمی کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی ہے۔ لطیفوں کے بارہ میں فلاسفر دماغ نے بہت موٹی موٹی کتابیں لکھی ہیں۔ میرے پاس بھی ایک کتاب تھی، کسی بچے نے لے کر وہ خود ہی نہ رکھ لی ہو اس کا نام تھا انجوئمنٹ آف لافٹر (Enjoyment of Laughter) اس میں بتایا گیا ہے کہ یہ وجوہ ہیں یہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے انسان کے وجود میں گدگدی ہوتی ہے اور چہرے پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔ مسکراہٹوں کے جو دنیوی بواعث ہیں ان کے اندر کوئی گہرائی نہیں نہ ان میں کوئی وسعت ہے اور وہ عارضی ہیں اور بعض دفعہ ان کا اخلاق سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ انسان کے جسم کو خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ جب بعض خاص قسم کی باتیں اس کے سامنے آتی ہیں تو وہ ہنس پڑتا ہے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی ہے۔ یہ مسکراہٹیں تو آنی جانی ہیں۔ جس طرح یہ دنیا آنی جانی ہے اور اس کے اموال آنے جانے ہیں اس کی مسکراہٹیں اور اس کی

خوشیاں بھی آنی جانی ہیں، اس لئے کوئی عقلمند آپ کو یہ نہیں کہے گا کہ کسی دنیوی وجہ سے جو مسکراہٹ ہے وہ ہمیشہ آپ کے چہرے پر رہنی چاہیئے۔ یہ دنیا کیا اور اس کی مسکراہٹیں کیا لیکن بہت سی خوشیاں ایسی ہیں جن کا سرچشمہ اور منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کا پیار ہے اور اس کی بشارتیں ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ غلبۂ اسلام کے دن آ گئے ہیں۔ (میں آپ کے الفاظ نہیں لے رہا بلکہ میرے ذہن میں مفہوم ہے) اب جس شخص کی مسکراہٹ اس وجہ سے ہے کہ غلبہ اسلام کے دن آ گئے ہیں اس کی مسکراہٹ کو تو کوئی دنیوی طاقت نہیں چھین سکتی کیونکہ جب خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرے گا تو خدا تعالیٰ کے منصوبے کو تو دنیا کی کوئی طاقت ناکام نہیں کر سکتی اور جب اللہ تعالیٰ کی منشا نے ہماری مسکراہٹوں کو غلبۂ اسلام کے ساتھ باندھ دیا ہے تو ہم مسکرائیں گے اور ہر حالت میں مسکرائیں گے۔

دنیا مسکراہٹوں کے بعض عجیب نظارے دیکھتی ہے۔ بعض نوجوان بچیوں کے بارے میں مجھے علم ہے خود ہمارے گھر میں ایک واقعہ ہوا کہ پلوٹھی کا بچہ پیدائش کے ساتھ ہی مر گیا۔ میں نے سوچا کہ جب ڈاکٹر اجازت دے گا تو میں جا کر بچی کو تسلی دوں گا لیکن جب میں کمرے میں داخل ہوا تو وہ مسکرا رہی تھی اور مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اتنا صبر اور تحمل۔ خدا کی چیز تھی اس نے لے لی۔ جیسا کہ میں ماضی قریب میں بتا چکا ہوں کہ غلبہ اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے چھوٹوں اور بڑوں کو کہا ہے کہ تم اپنی جان نہیں بلکہ اپنی زندگی کو قربان کرو، زندگی کے ہر لمحے کو قربان کرو تو وہ ان چھوٹی چھوٹی تکلیفوں کی کیا پرواہ کرتے ہیں۔ پس جو رضا کار جلسہ پر کام کر رہے ہوں پہلے میں ان کو کہتا ہوں کہ آپ ہنستے مسکراتے اور بشاشت والے چہروں کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کریں اور ربوہ والوں کو کہتا ہوں کہ چہروں پر تیوریاں نہ چڑھیں بالکل ہشاش بشاش رہ کر جس قسم کی خدمت بھی آپ کر سکتے ہیں کریں۔ جو رضا کار نہیں ہوتے ان کو بھی بہت سی خدمتیں کرنی پڑتی ہیں۔ پس آپ ان مہمانوں کا ہنستے چہروں کے ساتھ اور مسکراہٹوں کے ساتھ استقبال کریں اور مسکراہٹوں کے ساتھ ان کی خدمت کریں اور مسکراہٹوں کے ساتھ ان کو الوداع کریں اور جو باہر سے آنے والے ہیں وہ کیوں ان مسکراہٹوں میں آپ سے پیچھے رہیں۔ ان کی

مسکراہٹیں بھی اور ان کی خوشیاں بھی تو غلبۂ اسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس لئے آنے والے بھی مسکرائیں اور یہاں کے مکین بھی مسکرائیں اور ایک دوسرے کو مسکرا کر سلام کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ بِر اور تقویٰ پر تعاون کرنے والے ہوں۔

ایک اور بات یہ ہے کہ آج کے بعد چار جمعے آئیں گے۔ جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے۔ پس ربوہ کے محلے یہ انتظام کریں کہ کم از کم ہر جمعہ کو (اس کے علاوہ اور دنوں میں بھی عصر کے بعد ہو سکتا ہے) محلوں کی صفائی کی طرف خصوصی توجہ دیں اور ''مانج کوچ'' کرا سے بالکل صاف ستھرا شہر بنا دیں۔ یہاں کوئی گند اور کوئی ایذا سڑکوں پر نظر نہیں آنی چاہیئے۔

اس میں ایک عارضی چیز بھی ہوتی ہے مثلاً اب مالٹے وغیرہ کا موسم ہے اور جلسہ پر کئی لاکھ سنگترہ اور مالٹا کھایا جاتا ہے۔ بعض لوگ بے احتیاطی سے چھلکا سڑک پر پھینک دیتے ہیں یہ نہیں کرنا، ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ ان کے لئے جگہیں مقرر ہوں۔ دکاندار جو بیچتے ہیں وہ ذمہ وار ہیں کہ اگر کوئی وہاں کھائے تو وہیں کوئی ایسی جگہ ہونی چاہیئے جس میں وہ چھلکے پھینکتے جائیں مثلاً پرانی ردی ٹوکریاں وغیرہ ہوں۔ بہرحال صفائی ہونی چاہیئے اور سڑکوں پر کوئی گند نظر نہیں آنا چاہیئے۔ گلیوں میں کوئی گند نظر نہیں آنا چاہیئے۔ نالیوں میں کوئی گند نظر نہیں آنا چاہیئے۔ اگر جلسے کی برکت سے آپ اس برکت کو بھی حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں تو بہت سے دوست ملیریا اور پیچش سے بھی بچ جائیں گے اور ان کو دنیوی برکت بھی مل جائے گی۔

اور سب سے آخری اور سب سے ضروری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے منصوبے اور ہماری تدبیریں اور کوششیں تبھی کامیاب ہو سکتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہمارے شاملِ حال ہو۔ اس لئے بے حد دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی مدد کو آئے اور اس کے فرشتے آسمانوں سے نازل ہو کر آپ کی حفاظت کرنے والے ہوں اور آپ کو ہر دنیوی شر سے اور ہر شیطانی وسوسے سے بچانے والے ہوں اور خیر اور برکت کے ساتھ یہ جلسہ منعقد ہو اور خیر اور برکت کے ساتھ آنے والے آئیں اور پھر جانے والے جائیں اور اس کی برکتوں اور رحمتوں کا دیرپا اثر ہو اور یہ ایک ایسا درخت ثابت ہو جس کے پھل ہمیشہ ہی ہمیں ملتے رہیں اور ہمارے لئے دنیوی حسنات اور اُخروی حسنات کے سامان پیدا کرتے رہیں۔ اللہ

کرے کہ ایسا ہی ہو۔

دعاؤں پر زور دے کر یہ سب کچھ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی طاقت پر بھروسہ نہ کریں کہ انسان کی طاقت کوئی حقیقت نہیں رکھتی جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شاملِ حال نہ ہو۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہم سب کے شاملِ حال ہو۔ (آمین)

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)